Research Journal
Tahqeeqat
جلد:4، شمارہ:2، 2025ء
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل تحقیقات

فیض احمد فیض کی فارسی شناسی کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Faiz Ahmed Faiz's Persian studies

Prof. Dr. Musarrat Wajid
Prof. Department of Persian Language & Literature,
The Islamia University of Bahawalpur

پروفیسر ڈاکٹر مسرت واجد
پروفیسر شعبہ زبان وادبیات فارسی، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

Abstract

Persian language and literature, be it verse or prose, has always been a favorite for people. In this way, Faiz Ahmad Faiz has also been captivated by the influence of this literature. All of Faiz's Urdu words have an immense use of Persian techniques. In addition, most of the titles of Faiz's work are in Persian techniques, for example: The manuscripts are Wafa, Naqsh-e-Frayadi, Dast-e-Saba, Dast-Tah-Sang, Zindan-Nama, Sir-Wadi-Sina, Sham-i-Shahryar-Aran, Ghbar-e-Iyam, Mata-e-Loh-W-Kalen, Mal-W-Sal-Ashnai and Mizan. In addition, most of Faiz's poetry and prose collections have some Persian poem at the beginning. Then there are also poems that are completely Persian, sometimes complete Persian verses. Persian poems also give assurances and hints. Many places in the prose collections mention the importance and position of Persian language and literature.Faiz Ahmed Faiz also translated many parts of "Pyam-e-Mashriq" at the request of Iqbal Academy on the centenary celebration of Allama Iqbal and there is also an Urdu translation of the Persian ghazal of "Uthman Haruni" at the end of "Nuskha Haye Wafa."

Keywords: *Faiz Ahmad Faiz, Poetry, Prose, Persian Studies, Persian Influences, Analytical Study*

کلیدی الفاظ: فیض احمد فیض، شاعری، نثر، فارسی شناسی، فارسی کے اثرات، تجزیاتی مطالعہ

فارسی زبان وادب: تصوف وعرفان، علم وحکمت، پند ونصائح، ہیئت وطب وتاریخ جیسی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے صدیوں سے لوگوں میں ، پسندیدہ رہا ہے۔ پندنامہ اور منطق الطیرِ شیخ فرید الدین عطار ہو یا مثنوی مولانا روم۔ گلستان وبوستانِ سعدی، رباعیات عمر خیام وابوسعید ابو لخیر ہوں یا دیوانِ حافظ شیرازی، کلامِ عرفی ہو یا نظیری، حبسیات مسعود سعد سلمان ہوں۔ خمسہ نظامی ہو یا خمسہ امیر خسرو۔ غزلیات امیر خسرو ہوں یا غزلیات بیدل وغالب وکلام اقبال؛ سب ہمیشہ سے انسانیت کی کردار سازی میں معاون رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ ایسے میں فیض احمد فیض (پیدائش:13 فروری 1911ء-وفات:20 نومبر 1984ء) جو کہ ہماری آج کی صدی کے ترقی پسند شعراء وادباء میں سرِفہرست ہیں، بھی؛ فارسی کی تاثیر کے اسیر رہے ہیں۔ یعنی ان کے عملی زندگی اور تخلیقات کے میدان میں دیگر کارہائے نمایاں میں سے ایک، فارسی زبان و ادب سے ربط ورشتہ، اپنے پیشرووں؛ غالب واقبال کی طرح بہت خالص اور مضبوط رہا ہے۔ جیسا کہ مرزا اسد اللہ غالب جو کہ اردو ادب میں کمال مقام رکھتے ہیں وہ اپنے فارسی کلام کے متعلق فرماتے ہیں:

فارسی بین! تا ببینی نقش ھای رنگ رنگ
بگذر! از مجموعۂ اردو، کہ بیرنگِ من است(1)

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال اپنی فارسی شاعری کی غرض وغایت پر اس طرح سخن طراز ہیں:

هندی ام از پارسی بیگانه ام ماهِ نو باشم تهی پیمانه ام
حسنِ انداز بیان از من مجو! خوانسار و اصفهان از من مجو
گرچه هندی در عذوبت شکراست طرزِ گفتاری دری شیرین تر است
فکرِ من از جلوه اش مسحور گشت خامهٔ من شاخِ نخلُ طور گشت
پارسی از رفعتِ اندیشه ام درخورَ د با فطرت اندیشه ام(2)

اس تحقیقی مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ فیض احمد فیض کی فارسی شناسی کا جائزہ؛ان کی منظوم ومنثور نگارشات کے مطالعہ کے بعد کیا جائے کہ ،ان میں فارسی زبان کیسے برتتے ہیں اور فارسی ادب کا ان کی نظر میں کیا مقام واہمیت ہے۔ ان مقاصد کو پانے کے لیے ہمیں منزل بہ منزل آگے بڑھنا ہو گا۔

فیض احمد فیض صرف یہی نہیں کہ علامہ اقبال کے شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، بل کہ اقبال کی طرح بچپن ہی میں قرآن صرف پڑھا ہی نہیں بل کہ حفظ کیا۔ اور پھر اقبال ہی کے استاد مولوی میر حسن سے فارسی، عربی کی تعلیم لی اور فارسی زبان و ادب کی کئی معروف کتابیں بھی انھی سے پڑھیں۔ اور پھر اقبال ہی کی طرح گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ یہاں فارسی اساتذہ کے زیر سایہ کئی ادبی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے اور فارسی، اردو اساتذہ سے مستفید ہوتے رہے۔

فیض احمد فیض جب اپنی عملی زندگی میں داخل ہوئے اور شاعری کے ساتھ ساتھ، محکمہ تعلقاتِ عامہ میں ملازمت شروع کی تو انہیں بارہا، کانفرنسوں کے سلسلے میں افغانستان، تاجیکستان، قرغزستان اور سوویت یونین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں زیادہ تر لوگ "فارسی دری" جو کہ برصغیر کی فارسی زبان ہے جو فارسی ادب کی زبان ہے؛ بولنے اور سننے کا موقع ملا۔ اس سے ان کی فارسی زبان پختہ سے پختہ تر ہوتی رہی۔ اس بات کا اندازہ ان کی منظوم ومنثور نگارشات کے مطالعے سے ہوتا ہے، جس کی تفصیل درج کی جاتی ہے:

فیض احمد فیض کی، شعری مجموعوں اور نثری نگارشات میں سے اکثر کے عنوانات فارسی میں: (کلیات فیض کا عنوان ہی فارسی میں، یعنی نسخہ ھائے وفا) منظوم / شعری مجموعے:

۱۔ نقشِ فریادی ۲۔ دستِ صبا ۳۔ دستِ تہِ سنگ ۴۔ سرِ وادیِ سینا ۵۔ شامِ شہرِ یاران
۶۔ مرے دل مرے مسافر (سات مجموعوں میں سے صرف یہ عنوان اردو میں ہے) ۷۔ غُبّارِ ایّام
منثور مجموعے: ۱۔ متاعِ لوح و قلم ۲۔ ماہ و سالِ آشنائی ۳۔ میزان۔ وغیرہ

فیض کے زیادہ تر مجموعوں کے آغاز ہی میں کسی ایرانی یا ایران سے ہجرت کر کے ہندوستان آنے والے شعراء، برصغیر یا پاکستان کے فارسی یا فارسی، اردو شعراء کا فارسی شعر لایا گیا ہے۔ البتہ (کہیں کہیں کاتب یا کمپوزر کے اشتباہات دکھائی دیتے ہیں) مقالہ ہذا میں راقم نے اصل مآخذ سے رجوع کر کے، اشتباہات دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً:

مجموعہ "نقشِ فریادی" کے آغاز میں عرفی شیرازی کا شعر ہے۔

برو! ای عقل و منهِ منطِق و حکمت پیشم
که مرا نسخهٔ غم هاے فلان درپیش است(3)

اسی طرح مجموعہ ''دستِ صبا''، کے شروع میں حافظ شیرازی کا درج ذیل شعر، درج ہے۔

نَفَسِ بادِصبا مُشک فشان خواھد شد
عالمِ پیر، دگر بارہ جوان خواھد شد(4)

ایک اور مجموعہ ''شامِ شہریاران'' کے شروع میں بھی علامہ محمد اقبال کا درج ذیل فارسی شعر، درج ہے:

گمان مبر کہ بپایان رسید کارِ مغان
ھزار بادہ ء ناخو ردہ در رگِ تاک است(5)

ایک ایسا مجموعہ جس کا عنوان تو اردو میں ہے یعنی ''مرے دل مرے مسافر'' کے آغاز میں بھی حافظ شیرازی کا فارسی شعر، درج ہے:

ناصحم گفت:کہ جز غم چہ ھنر دارد عشق
گفتم:اے خواجہ ءعاقل ھنری بھتر ازین(6)

فیض کے آخری مجموعہ شعر یعنی ''غبّارِایّام'' کے آغاز میں، بیدل کا درج ذیل شعر، درج ہے:

ھرکجا رفتم، غُبارِ زندگی درپیش بُود
یاربّ! این خاکِ پریشان از کُجا برداشتم(7)

فیض احمد فیض کی اردو شاعری میں فارسی اشعار کی تضمین بھی ملتی ہے۔مثلاً: "زندان نامہ"، کی ایک نظم ''حبیب عنبر دست'' کے آخر پر حافظ شیرازی کے درج ذیل شعر کی تضمین کی ہے:

یہ شعر حافظِ شیراز ، اے صبا کہنا!
ملے جو تجھ سے کہیں وہ حبیبِ عنبر دست
"خلل پذیر بوَد ھر بنا کہ می بنی
مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است"(8)

فیض احمد فیض کے اشعار میں بعض اشعار خالص فارسی میں ہیں۔چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے!فیض احمد فیض کے پہلے مجموعہ شعر، ''نقشِ فریادی'' کی پہلی غزل کا، پہلا شعر فارسی زبان میں ہے، فرماتے ہیں:

حُسن ، مرھونِ جوشِ بادۂ ناز
عِشق، منّت کشِ فسونِ نیاز(9)

فیض احمد فیض کے مجموعہ ءشعر "شامِ شہریاران" میں "سجاد ظہیر کے نام" کے عنوان میں، درج ذیل اشعار، خالص فارسی کے ہیں:

بنامِ شاہدِ نازک خیالان
بیادِ مستیِ چشمِ غزلان
بنامِ انبساطِ بزمِ رندان
بیادِ کلفتِ ایّامِ زندان(10)

فیض اکے آخری مجموعہ شعر "غبّارِ ایّام" کے آخر میں ایک نعت فارسی زبان میں موجود ہے جس کا مطلع درج ذیل ہے:

اے تو کہ ھست ، ھر دلِ محزون سرائے تو
آوردہ ام سرائے دگر از برائے تو[11]

نعت کے بعد بھی ایک اور شعر، فارسی میں لکھا ہوا ہے کہ:

بدل دردی کزان شیرین شمائل داشتم گفتم
گزشتم از سرِ خود ھر چہ در دل داشتم گفتم[12]

فیض احمد فیض کے کلام میں وہ مصرعے جو بالکل فارسی میں ہیں۔ شعری مجموعے "نقشِ فریادی" سے، دو مثالیں:

ع غایتِ سود وزیان، صورتِ آغاز و مآل[13]

ع فیض تکمیلِ آرزو معلوم[14]

شعری مجموعے "دستِ صبا" سے، دو مثالیں:

ع یادِ غزال چشمان، ذکرِ سمن عذاران[15]

ع روے سخن ہمیشہ سوی جگر فگاران[16]

شعری مجموعے "دست تہ سنگ" سے، دو مثالیں:

ع بارِ سنگِ ستم، بارِ کہسارِ غم[17]

ع شورِ آوازِ حق، نعرہء گیر و دار[18]

فیض احمد فیض کے ایسے اشعار جن میں کسی مصرعے یا شعر میں صرف ایک یا دو کلمات بدلنے سے فارسی مصرعے یا شعر بن جاتے ہیں۔ مثلاً ملاحظہ فرمایئے:

"شعری مجموعے "نقشِ فریادی" کی پہلی غزل کے دوسرے شعر کے دونوں مصرعوں میں صرف ایک کلمے یعنی "کا" کی فارسی "را" کر دی جائے اور جاں کے نون غنہ کو نون بنا دیا جائے تو پورا شعر فارسی ہو جائے گا۔ دیکھئے

دل کا ، ہر تار لرزشِ پیہم
جاں کا ، ہر رشتہ وقفِ سوزوگداز[19]

یعنی:

دل را ، ھر تار لرزشِ پیھم
جان را ، ھر رشتہ وقفِ سودوگداز

شعری مجموعے "دست تہ سنگ" میں موجود معروف نظم: "آج بازار میں پابہ جولاں چلو" کے ابتدائی اشعار میں صرف ایک کلمہ، بدلنے سے فارسی اشعار ہو جاتے ہیں، دیکھئے!!

چشمِ نم ، جانِ شوریدہ ، کافی نہیں
تہمتِ عشقِ پوشیدہ کافی نہیں[20]

اس شعر میں صرف "نہیں" کی جگہ "نیست" لگانے سے ایسے ہو جائے گا۔

چشم نم ، جانِ شوریدہ ، کافی نیست
تہمتِ عشقِ پوشیدہ کافی نیست

فیض احمد فیض اپنی نثری نگارشات میں بہت سے مقامات پر، ایرانی شعراے کرام جو ایران ہی میں موجود رہے جیسے: رودکی، فردوسی، مولانا روم، سعدی شیرازی، حافظ شیرازی اور عمر خیام وغیرہ۔ یا ایسے شعراے کرام جو ایران سے ہجرت کرکے برصغیر آ گئے جیسے: عرفی شیرازی اور نظیری نیشاپوری وغیرہ کے اشعار سے استفادہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح برصغیر کے اردو شعراء جنھوں نے فارسی میں بھی شعر کہے، ان کا تذکرہ بھی برجستہ کرتے ہیں۔ جیسے امیر خسرو، بیدل، غالب اور اقبال وغیرہ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ فیض نہ صرف، متذکرہ بالا تمام شعراء کے حالات اور کلام کے مطالعہ سے مستفید ہوئے۔ بل کہ کئی مقامات پر جب اردو زبان کے ارتقاء کی بات ہوتی تو وہاں فیض اسے عربی اور فارسی زبان و ادب سے مستفید ہونے والا، زبان و ادب قرار دیتے دکھائی دیتے ہیں۔

فیض احمد فیض کا اپنے خطوط، مضامین اور تقاریر میں فارسی اشعار سے استفادہ:

فیض کے بعض مضامین اور تقاریر میں دلیل کے طور پر فارسی اشعار سے استفادے کا پتہ بھی ملتا ہے۔ مثلاً: فیض کے مجموعہ "دست تہ سنگ" کے آغاز میں، ان کی ماسکو میں بین الاقوامی لینن امن انعام کی پُر شکوہ تقریب کے موقع پر اردو زبان میں کی گئی تقریر کے آخر پر، اپنی بات مکمل کرتے ہوئے ایرانی شاعر حافظ شیرازی کا شعر دلیل کے طور پر لاتے ہیں:

"مجھے یقین ہے کہ انسانیت، جس نے اپنے دشمنوں سے، آج تک ہار نہیں کھائی، اب بھی فتح یاب ہو کر رہے گی۔ اور آخر کار جنگ و نفرت اور ظلم و کدورت کے بجائے، ہماری زندگی کی بنا وہی ٹھہرے گی، جس کی تلقین اب سے بہت پہلے فارسی شاعر حافظ نے کی تھی"۔

خلل پذیر بوَد ہر بنا کہ می بینی
مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است[21]

فیض احمد فیض، اپنی یادوں کے مجموعے "مہ و سالِ آشنائی" کے پیش لفظ میں "حافظ شیرازی" کا ایک مصرع بہت خوب صورتی سے لائے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"اگرچہ اس کتاب کے لکھنے میں محنت کا دخل کم تھا اور محبت کا زیادہ، محنت طلب باتیں یعنی تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات، اعداد و شمار وغیرہ وغیرہ، محنتی لوگوں نے پہلے ہی سے متعلقہ کتابوں میں لکھ رکھی ہیں، جو شائقینِ علم کے لیے آسانی سے دستیاب ہیں۔"

از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس![22]

اوپر کی تمام گفتگو اس شعر کے پہلے مصرعے کی طرف اشارہ کرتی ہے:

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم![23]

اسی مجموعے کے پہلے باب جس کا عنوان "تصور" ہے۔ اس میں انقلاب روس اور اس کے ثمرات کی تفصیلات بتاتے ہوئے، مثنوی مولانا روم کے دفتر چہارم سے ایک شعر لکھتے ہیں، کہ: مختصراً یہ کہ یہ انقلاب مولانا روم کے شعر کی جیتی جاگتی مثال تھی:

هر بنای کهنه که آبادان کنند
نی که اوّل کهنه را ویران کنند!(24)

فیض اپنی فارسی دانی، فارسی زبان اور تاجکستان کی فارسی زبان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لیکن تاجکستان میں، ان سب باتوں پر مستزاد یہ کہ مترجم کی ضرورت نہیں پڑتی اور سب براہِ راست بات چیت ہو سکتی ہے۔ تاجکستان کی زبان، فارسی ہے اور وہ بھی ایرانیوں والی فارسی نہیں، ہماری والی فارسی ہے۔ لیکن وہاں کے لوگ اسے فارسی نہیں کہتے، تاجکی کہتے ہیں۔ یہ جائز اور صحیح بھی ہے۔ بل کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ آج کل کی ایرانی زبان کو بھی فارسی نہیں، ایرانی کہنا چاہیے! کیوں کہ اس کی موجودہ لغت اور لب و لہجہ اُس زبان سے بہت مختلف ہے جو کسی زمانے میں وسط ایشیاء کی مشترکہ علمی اور ادبی زبان تھی، تاجکستان میں یہی پرانی زبان رائج ہے۔"(25)

اسی طرح فیض احمد فیض اپنی کتاب "متاعِ لوح و قلم" میں "نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا" کے عنوان سے "اسد اللہ خان غالب" کے اردو دیوان کے پہلے شعر:

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟
کاغذی ہے پیرہن، ہر پیکرِ تصویر کا(26)

کی وضاحت میں غالب ہی کا ایک فارسی شعر سند کے طور پر لاتے ہیں کہ: سوال یہ ہے کہ وہ فریاد کیوں کرتا ہے؟ اس کی وضاحت غالب کے ایک دوسرے شعر سے ہوتی ہے۔ غالب فارسی میں کہتے ہیں:

غالب! نبود شیوہ ءمن قافیہ بندی
ظلمی ست کہ بر کلک و ورق می کنم امشب!(27)

فیض احمد فیض، اپنی اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے غالب سے نظیری کی طرف لے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: "غالب، نظیری کے بہت بڑے معتقد تھے۔ میرا خیال ہے کہ یہی مضمون نظیری نے بھی بالکل اسی طریقے سے بیان کیا ہے:

صد بار ز آغاز بہ انجام رساندیم
افسانۂ دردی کہ بہ پایان نرسیدہ(28)

متاعِ لوح و قلم، میں "ادبیات عرب و عجم" کے عنوان سے فرماتے ہیں:

"انگریزی، فارسی اور اردو ادب کے تقابل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تقریباً ہر ادب ابتدا میں درباری ادب کے طور پر پروان چڑھا ہے۔ خود انگریزی ادب میں؛ جو چاسر کے بعد سے صحیح معنوں میں انگریزی ادب کہلانے کا مستحق ہوا ہے، یہ درباری سرپرستی موجود رہی ہے۔ اس سے قبل جو

ہمیں ملتا ہے اور جس میں کچھ عوامی جذبات کی ترجمانی کی گئی ہے؛اینگلوسن ادب ہے۔فارسی اور اردو ادب کی ترقی زیادہ تر درباری سرپرستی کی مرہونِ منت ہے۔"(29)

فیض احمد فیض،"متاعِ لوح و قلم"ہی میں"علاقائی زبانیں،اردو"کے عنوان سے،فارسی کے عروج اور زوال کی بات کرتے دکھائی دیتے ہیں:

"برطانیہ نے اپنی حکومت قائم رکھنے کے لیے،ایک خاص طریقۂ تعلیم مروج کیا تھا۔متعدد صوبوں میں تو اس نے صوبائی زبانوں کو تعلیم کے معاملے میں تسلیم کر لیا لیکن پنجابی کو اردو کے مقابلے میں نظر انداز کر دیا تھا۔وجہ یہ بھی تھی کہ پنجاب میں فارسی زبان زیادہ مقبول تھی اور اردو فارسی کا حق لے سکتی تھی۔انگریز فارسی یا کسی بدیسی زبان کو تو ذریعہ ءاقتدار تو بنا ہی نہ سکتے تھے۔لہٰذا انہوں نے مقامی زبانوں میں سے ہندی ہی کو منتخب کیا؛جو محض رسم الخط کا اختلاف رکھتی تھی۔جو انگریز افسر حاکم کی صورت میں آتے تھے،وہ یہاں کی زبانوں میں اردو ہی سے واقف ہوتے تھے۔لہٰذا یو۔پی کے ساتھ انہوں نے پنجاب میں بھی اردو کو،ہی ذریعہ ءتعلیم رکھا اور خود پنجاب کے شہروں میں اردو کی مقبولیت فارسی کے ذریعے موجود ہی تھی۔لیکن دوسرے صوبوں کی زبانوں کے اردو سے بنیادی اختلاف اور ناآشنائی نے انگریزوں سے مقامی زبانوں کی سرپرستی کرالی اور فارسی کے مقام کو جو سرکاری زبان کی حیثیت رکھتی تھی؛انگریزی سے پورا کیا۔"(30)

"متاعِ لوح و قلم"میں،صہبا لکھنوی کو خط کے جواب کے آخر پر اپنی بات مکمل کرتے ہوئے،شاعر مشرق کے فارسی شعر سے استناد فرماتے نظر آتے ہیں۔ملاحظہ کیجئے!

"حقیقت میں گلہ ہے تو اپنے آپ سے کہ"عزیز دوستان"ہونے کے لئے کسبِ کمال میں جتنی سعی و تلاش لازم تھی،میسّر نہ آسکی۔یا شاید اس کا بھی کچھ ایسا گلہ نہیں!بہ قولِ اقبال"

طپیدن و نرسیدن چہ عالمی دارد
خوشا کسی کہ بہ دنبالِ محمل است ہنوز(31)

"متاعِ لوح و قلم"کے تیسرے باب میں،"اردو کے صوفیانہ اشعار"کے عنوان سے بحث کرتے ہوئے غیر جانبدار ہو کر،تصوف کا سہرا،فارسی ادب اور ادیب کے سر باندھتے دکھائی دیتے ہیں،فرماتے ہیں:

"تصوّف،اردو شعراء کے اپنے ذہن یا تجربے کی پیداوار نہیں۔بل کہ حسبِ معمول فارسی شعراء کی پیروی کا نتیجہ ہے۔فارسی میں صوفیانہ شاعری،گیارہویں صدی عیسوی میں شروع ہوئی اور چودھویں،پندرھویں صدی میں پورے اوج پر پہنچ گئی۔اُن دنوں،تصوّف ایک زندہ چیز تھی۔شعراء نے اسے محض ایک عقیدے کے طور پر قبول نہیں کیا تھا،بل کہ ایک حقیقت،ایک تجربے کے طور پر محسوس کرتے تھے۔"(32)

تصوّف ہی کے حوالے سے مزید فرماتے ہیں:

"بد قسمتی سے ہمارے اردو شعراء میں، ایک بھی ایسا نہیں جسے صحیح طور پر صوفی شاعر کہا جا سکے۔ تصوّف کے مسائل سب ہی بیان کرتے ہیں، لیکن تصوّف کی کیفیت کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ ایران کے صوفی شعراء درباروں سے منہ موڑ کے الگ ہو بیٹھے تھے، تاکہ اپنی اور دنیا کی حقیقت پر غور کر سکیں۔ لیکن ہمارے شعراء یا تو درباروں' سے وابستہ تھے یا درباری طریقے سے۔ یہ دربار ایسے نہیں تھے کہ ان میں گہرے جذبات پنپ سکیں۔ نیا زمانہ آیا تو مغربی تعلیم کی وجہ سے عقل و شعور کو ہر چیز کی کسوٹی قرار دیا گیا اور کشمکشِ حیات اتنی تلخ ہو گئی کہ فقر و قناعت کی زندگی بسر کرنے کا امکان ہی جاتا رہا۔ چند مسائل اور عقیدے ہیں جنہیں بعض شعراء نے خوبی سے نظم کر دیا ہے۔ کبھی کبھی ایک آدھ شعر میں کیفیت بھی آجاتی ہے لیکن وہ فارسی کی سی بات نہیں کہ:

ما در پیالہ عکسِ رخِ یار دیدہ ایم
اے بیخبر! ز لذتِ شربِ مدامِ ما"(33)

مندرجہ بالا شعر حافظ شیرازی کا ہے۔

اسی طرح، فیض احمد فیض "مہ و سالِ آشنائی" میں "تعارف" کے عنوان میں ۱۹۴۹ء میں لاہور میں ترقی پسند مصنّفین کی کانفرنس میں سوویت یونین ادیبوں کو دعوت نامہ اور وہاں سے، نکولائی تخونوف، اناتولی ترسون زادہ، موسی ایبک کے لاہور آنے کے متعلق بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لاہور وائی ایم سی ہال میں مشاعرہ ہوا، جو مرزا ترسون زادہ نے اپنی غزلیں سنا کر لوٹ لیا۔ برکت ہال میں تقریروں اور مقالوں کی نشست ہوئی۔ شہر کے تاریخی مقامات اور گلی محلّوں کی سیر، دعوتیں، گپ، ان دو تین دن میں مغائرت کے باقی سب پردے بھی اٹھ گئے۔ یوں سوویت یونین کے نمائندوں سے ہمارا پہلا تعارف ہو، اور اس کے ساتھ ہی حافظ کے الفاظ میں، محبت کی وہ بنا پڑی جو خلل سے خالی ہے"(34)

درج بالا اقتباس میں جہاں مشاعرے میں سوویت شاعر کے فارسی اشعار سنا کر مشاعرہ لوٹنے کی بات کی ہے، وہاں حافظ شیرازی کے درج ذیل شعر کے مفہوم سے اپنی بات مکمل کی۔ دیوانِ حافظ شیرازی میں یہ شعر کچھ اس طرح ہے:

خلل پذیر بوَد ھر بنا کہ می بینی
مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است(35)

"تعارف" کے عنوان ہی میں فیض، ایرانی شاعر، فردوسی کے ایک مصرعے کو جو کہ ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے، بہت خوبصورتی سے استعمال کیا ہے، فرماتے ہیں:

"بعض دوسرے ادیب جن میں سوویت وفد بھی شامل تھا، اس پر مُصرّ تھے کہ پہلی بار، ایشیائی ادیب، ایک کانفرنس میں یکجا ہوئے ہیں تو اس یکجائی سے کوئی مثبت نتائج بر آمد ہونے چاہئیں۔ صرف ایک بار، مل کر "نشستند و گفتند و برخواستند" تو کوئی بات نہ ہوئی"(36)

درج بالا اقتباس کے آخر پر فردوسی کے درج ذیل شعر کی طرف اشارہ ملتا ہے:

پی مصلحت مجلس آراستند
نشستند و گفتند و برخاستند(37)

فیض احمد فیض کے شعری مجموعے "دستِ صبا" میں موجود معروف نظم "نثار مَیں تری گلیوں کے" کے پہلے بند، کے آخری مصرعے میں سعدی شیرازی کی حکایت کی تلمیح لاتے ہیں۔ فیض فرماتے ہیں:

نثار مَیں تری گلیوں کے، اے وطن کے جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے!
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے، جسم و جاں بچا کے چلے!
ہے اہلِ دل کے لیے اب یہ نظمِ بست و کشاد
کہ "سنگ و خشت مقیّد ہیں اور سگ آزاد"(38)

اس آخری شعر کا مطلب ہے کہ: دل والوں کے لیے حکمرانوں کی طرف سے یہ حکم نامہ آیا ہے یعنی ایسا لگتا ہے کہ پتھر اور اینٹیں تو باندھ دئے گئے ہیں اور کتے آزاد کر دئے گئے ہیں۔ یہ مصرعہ حکایت سعدی کی طرف اشارہ ہے اور گلستانِ سعدی سمجھے بغیر فیض یہ تلمیح نہیں لا سکتے تھے اور حکایت یہ ہے:

"یکی از شعرا، پیشِ امیرِ دزدان رفت و ثنا گفت۔ فرمود: تا جامہ اش بر کَنَند و از دِہ بدر کُنند۔ مسکین برہنہ بہ سرما، می رفت۔ سگان در قفاے وے افتادند، خواست تا سنگی بردارد و سگان را، دفع کند۔ زمین یخ بستہ بود۔ عاجز شد و گفت: این چہ حرامزادہ مردمانند؟ سگان را، کشادہ اند و سنگ را، بستہ۔"(39)

یعنی: ایک شاعر، چوروں کے سردار کے پاس گیا اور اس کی تعریف کی۔ سردار نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتار کر، اسے گاؤں سے باہر نکال دیا جائے۔ غریب سردی میں ننگا چلا جا رہا تھا کہ کتے اس کے پیچھے پڑ گئے۔ اس نے چاہا کہ ایک پتھر اٹھائے اور کتوں کو بھگائے۔ لیکن زمین سردی کی وجہ سے جمی ہوئی تھی وہ کوئی بھی ڈھیلا لینے میں ناکام رہا تو وہ چِلا اٹھا کہ: یہ کیسے حرامزادے لوگ ہیں کہ کتوں کو تو کھول دیا ہے اور پتھروں کو باندھ دیا ہے۔

فیض احمد فیض کے فارسی سے اردو منظوم تراجم:

فیض احمد فیض، نے اقبال اکیڈمی کی درخواست پر ۱۹۷۷ء میں، اقبال کے صد سالہ جشنِ ولادت، کی تقریبات کے سلسلے میں علامہ محمد اقبال کے فارسی مجموعے "پیامِ مشرق" کے انتخاب کا منظوم اردو ترجمہ کیا تھا، جو کہ ان کی اقبال اور فارسی سے محبت کا ثبوت ہے۔ پیامِ مشرق کے حصہ "لالہء طور" کے منظوم ترجمے سے ایک مثال دیکھئے!

تراش از تیشۂ خود جادۂ خویش
براہِ دیگران رفتن عذاب است
گر از دستِ تو کارِ نادر آید
گناھی ھم اگر باشد ثواب است(40)

خود اپنے ہاتھ سے تو اپنی راہ پیدا کر!
کسی کی راہ پہ چلنا عذاب ہوتا ہے
کیا ہے کارِ نمایاں کوئی اگر تو نے
گناہ بھی ہو تو کارِ ثواب ہوتا ہے(41)

اس کے علاوہ فیض نے آخری مجموعے "غبارِ ایّام" کے آخر پر، لعل شہباز قلندر کی معروف غزل کا، منظوم اردو ترجمہ کیا ہے؛ جو کہ فیض احمد فیض کی فارسی گو، صوفیا شعرا، سے عقیدت کا اظہار اور ان کی فارسی دانی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ نمونے کے دو شعر ملاحظہ فرمایئے!

نمی دانم کہ آخر چون دمِ دیدار می رقصم
مگر نازم باین ذوقی کہ پیشِ یار می رقصم
تو ھردم می سرائی نغمہ و ھر بار می رقصم
بھر طرزی کہ رقصانی منم ، اے یار! می رقصم

خدا جانے کہ میں کیسے دمِ دیدار رقصاں ہوں
مگر قسمت پہ نازاں ہوں کہ پیشِ یار رقصاں ہوں
تو ہے نغمہ سرا ھر دم تو میں ھر بار رقصاں ہوں
تو جس بھی طرز پر چاہے اسی پر یار رقصاں ہوں(42)

المختصر! فیض احمد فیض کی زندگی اور نگارشات کے مطالعہ سے قاری اور شاہد اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ گویا فیض فارسی زبان و ادب کے خمیر سے گندھے ہوئے تھے۔ کیوں کہ فیض صاحب نے بچپن ہی سے کئی ایرانی اور برصغیر کے فارسی شعراء و ادباء کی نگارشات کو بہت دقیق انداز میں مطالعہ کیا اور ان سے تاثیر حاصل کی۔ کالج کی زندگی میں فارسی ادب سے وابستہ اساتذہ کے اثرات لئے۔ علامہ محمد اقبال اور ان کی فارسی شاعری سے محبت کے فیض سے، فیض نے اپنی نثر و نظم اور شخصیت کو، آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ اور ثابت کیا کہ فارسی زبان و ادب ہمارا ایسا ورثہ ہے، جس کو زندہ رکھ کر، اور اس کی حفاظت کر کے اور اسے ترقی کے راستے پر گامزن رکھ ہی، ہم اپنے اخلاق و کردار کو قابلِ رشک بنا سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ غالب، اسد اللہ خان، کلیاتِ غالب، جلد اوّل، مرتبہ: سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، (مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، لاہور، ۱۹۶۷ء)، ص:61

2۔ اقبال، محمد، علامہ، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال (فارسی)، (غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1972ء)، ص:11-12

3۔ شیرازی، عرفی، دیوانِ عرفی شیرازی، (نول کشور، کانپور، ہندوستان، جون ۱۸۸۶ء)، ص:32

4۔ شیرازی، حافظ، دیوانِ حافظ شیرازی، مترجم، سجاد حسین، (مشتاق بک کارنر، لاہور، 1973ء) ص:209

5۔ اقبال، محمد، علامہ، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال (فارسی)، ص:264

6۔ شیرازی، حافظ، دیوانِ حافظ شیرازی، ص:340

7۔ دہلوی، بیدل، دیوانِ بیدل، غزل نمبر ۲۰۲۰، ganjoor.vercel.app

8۔ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، ص:238

9۔ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، ص:17

10۔ ایضاً، ص:518

11۔ ایضاً، ص:704

12۔ ایضاً، ص:704

13۔ ایضاً، ص:92

14۔ ایضاً، ص:54

15۔ ایضاً، ص:186

16۔ ایضاً، ص:186

17۔ ایضاً، ص:326

18۔ ایضاً، ص:360

19۔ ایضاً، ص:11

20۔ ایضاً، ص:333

21۔ ایضاً، ص:302

21 22۔ فیض احمد فیض، ماہ و سالِ آشنائی، (مکتبۂ دانیال، کراچی، ۱۹۸۱ء)، ص:6

22 وشیرازی، حافظ، دیوانِ حافظ، ص:246

23۔ ایضاً، ص:246

24۔ فیض احمد فیض، ماہ و سالِ آشنائی، ص:15 و
رومی، مولانا، مثنوی معنوی، دفتر چہارم، مترجم: سجاد حسین (الفیصل، اردو بازار، لاہور، 1977ع)، ص:227

25۔ فیض احمد فیض، ماہ و سالِ آشنائی، ص:33

26۔ غالب، خان، اسد اللہ، دیوانِ غالب (اردو)، ص:1

27۔ یزدانی، عبدالحمید، خواجہ، شرح کلیاتِ غالب، (مکتبہ دانیال، لاہور، 2004ع)، ص:90

28۔ کلیاتِ نظیری، غزل نمبر:510 ganjoor.net

29۔ فیض احمد فیض، متاعِ لوح و قلم، (تقریروں، مضامین اور انٹرویو پر مبنی مجموعہ)، مرتبہ، ظفر الحسن، مرزا، (مکتبۂ دانیال، کراچی، ۱۹۷۳ء)، ص:123

30۔ ایضاً، ص:123

31۔ ایضاً، ص:132-133

32۔ فیض احمد فیض، متاعِ لوح و قلم، ص:243

33۔ ایضاً، ص:244

34۔ فیض احمد فیض، مہ و سالِ آشنائی، ص:22

35۔ شیرازی، حافظ، دیوانِ حافظ شیرازی، ص:74

36۔ فیض احمد فیض، مہ و سالِ آشنائی، ص:23

37۔ فردوسی، ابوالقاسی، حکیم، شاہنامہ فردوسی، انتشارات پیمان، (تہران، ایران، ش۱۳۸۶)، ص:1050

38۔ فیض احمد فیض، دستِ صبا، ص:161

39۔ شیرازی، سعدی، کلیات سعدی، گلستانِ سعدی، باب چہارم: در فوائدِ خاموشی، ص:68

40۔ اقبال، محمد، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال (فارسی)، ص:229

41۔ فیض احمد فیض، انتخاب پیامِ مشرق، منظوم اردو ترجمہ، ص:53

42۔ فیض احمد فیض، نسخہ ہائے وفا، ص:708

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Ghalib, Asad-ul-llah Khan, Kuliyat-e-Ghalib, Vol.1, Compiler: Syed Murtaza Hussain Fazli Lakhnowi, (Majlis-e-Taraqi-e-Adab, Club Road, Lahore, 1967), P:61
2. Iqbal, Muhammad, Allama, Dr., Kuliyat-e-Iqbal (Persian), Vol. 1 with Translatation by Mian Abdul Rasheed, Asrar-e-Khudi, (Ghulam Ali and Sons, Lahore, 1992), S:11-12
3. Sherazi, Urfi, Diwan-e-Urfi Sherazi, (Nol Kishor, Kanpur, India, June 1886), P:32
4. Sherazi, Diwan-e-Hafiz Sherazi, Translator: Sajjad Hussain, (Mushtaq Book Corner, Lahore, 1973), P:209
5. Iqbal, Muhammad, Allama, Dr., Kuliyat-e-Iqbal, Payam-e-Mashraq, Hayat-e-Javed, P:264/94
6. Sherazi, Diwan-e-Hafiz Sherazi, Translator: Sajjad Hussain, P:340
7. Dehlvi, Bedal, Diwan-e-Bedal, Ghazal No. 2020, ganjoor.vercel.app
8. Faiz Ahmad Faiz, Nuskha Haye Wafa, Zindan Nama, P:238
9. Faiz Ahmad Faiz, Nuskha Haye Wafa, Naqsh-e-Faryadi, P:17
10. Ibid, Sham-e-Shehar-e-Yaran, P:518
11. Ibid, P:704
12. Ibid
13. Ibid, P:92
14. Ibid, P:54
15. Ibid, P:186
16. Ibid
17. Ibid, P:326
18. Ibid, P:360
19. Ibid, P:11

20. Ibid, P:333
21. Ibid, P:302
22. Faiz Ahmad Faiz, Mah-o-Sal-e-Ashnayi, (Maktabad Daniyal, Karachi, 1981, 1981), P:6
23. & Sherazi, Hafiz, Diwan-e-Hafiz, P:246
24. Ibid, P:246
25. Faiz Ahmad Faiz, Mah-o-Sal-e-Ashnayi, P:15
26. & Rumi, Molana, Masnavi Ma'nvi, 4th chapter, Translator: Sajjad Hussain, (Al-Faisal, Urdu Bazar, Lahore, 1977), P:227
27. Faiz Ahmad Faiz, Mah-o-Sal-e-Ashnayi, P:33
28. Ghalib, Khan, Asad-ul-llah, Diwan-e-Ghalib (Urdu), P:1
29. Yazdani, Abdul Hameed, Khawaja, Sharah Kuliyat-e-Ghalib, (Maktaba Daniyal, Lahore, 2004), P:90
30. Kuliyat-e-Nazeeri, Ghazal No. 510, ganjoor.net
31. Faiz Ahmad Faiz, Matay-e-Loh-o-Qalam, (Taqreeron, Mazameen aur Interview par Mabni Majmua), Compiler: Zafar-ul-Hasan, Mirza, (Maktaba Daniyal, Karachi, 1973), P:123
32. Ibid
33. Ibid, P:132-133
34. Faiz Ahmad Faiz, Matay-e-Loh-o-Qalam, P:243
35. Ibid, P:244
36. Faiz Ahmad Faiz, Mah-o-Sal-e-Ashnayi, P:22
37. Sherazi, Hafiz, Diwan-e-Hafiz Sherazi, P:74
38. Faiz Ahmad Faiz, Mah-o-Sal-e-Ashnayi, P:23
39. Firdosi, Abul Qasmi, Hakeem, Shanama Firdosi, (Intisharat Peman, Tehran, Iran, 1386), P:1050
40. Faiz Ahmad Faiz, Dast-e-Saba, P:161
41. Sherazi, Saadi, Kuliyat-e-Saadi, Gulistan-e-Saadi, 4th Chapter, Dar Fawayad-e-Khamoshi, P:68
42. Iqbal, Muhammad, Allama, Kuliyat-e-Iqbal (Persian), P:229
43. Faiz Ahmad Faiz, Intikhab Payam-e-Mashraq, Manzoom Urdu Tarjama, P:53
44. Faiz Ahmad Faiz, Nuskha Haye Wafa, P:708